مولانا حافظ محمد عرفان الحق حقانی *

آفتاب رسالت حضرت محمد ﷺ

حکومت وریاست کی طمع:

مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو دیکھتے ہوئے رؤساء قریش نے ایک دفعہ عتبہ بن ربیعہ کو سفیر بنا کر آپ کی خدمت میں بھیجا کہ کسی طرح آفتاب رسالت ﷺ کو اس کام سے روکا جائے۔ عتبہ نے کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے تمہارا ان باتوں سے کیا مقصد ہے اگر تم مال و دولت کے خواہاں ہو تو ہم سب تمہارے لئے اتنا مال جمع کر دیں کہ بڑے سے بڑا امیر بھی تمہاری ہمسری نہ کر سکے گا اور اگر تم شادی کرنا چاہتے ہو تو جس عورت اور جتنی عورتوں سے چاہو تو ہم شادی کروادیں اور اگر عزت وسرداری مطلوب ہے تو ہم سب آپ کو سردار بنالیں اور اگر حکومت وریاست چاہتے ہو تو ہم تم کو اپنا بادشاہ بنالیں۔ رسول خدا ﷺ نے قریش کے تمام پیشکشوں کو ٹکراتے ہوئے فرمایا کہ میں تو اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں تا کہ تمہیں حقانیت کی راہ بتلاؤں۔ اور اس کے بعد حم السجدۃ کی آیتیں پڑھ کر سنائیں۔

آپ کی دعوت کسی خاص قوم اور ملک کیلئے نہ تھی بلکہ تمام نوع انسانی کیلئے تھی اور ہے۔ قرآن میں بھی اس کے متعلق آیا ہے کہ قل یاایها الناس انی رسول الله الیکم جمعیا الذی له ملک السموات والارض لا اله الا هو یحی و یمیت فامنو بالله و رسوله النبی الامی الذی یومن بالله و کلمته و اتبعوه لعلکم تهتدون (۷)

ترجمہ: اے پیغمبر کہو اے افراد نسل انسانی میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں وہ خدا کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اس کے لئے ہے کوئی معبود نہیں ہے مگر اسی کی ایک ذات وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے پس اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ اور اس کے کلمات (یعنی اس کے تمام کتابوں) پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کی پیروی کرو تا کہ کامیابی کی راہ تم پر کھل جائے۔

اس آیت مبارکہ سے اسلام کی پوری حقیقت واضح ہو جاتی ہے جس کی دعوت آپ نے دی۔

حق وصداقت کا یہ پیغام جب آپ نے پہنچانا شروع کیا تو قریش کی آتش عداوت ایک دم بھڑک اٹھی اور

---

* مدرس جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ہر سمت جور و ستم کا آغاز ہو گیا حالانکہ دعوت کا جو خلاصہ تھا اس میں کون سی چیز ایسی ہے جس پر بگڑنا یا جوش میں آ جانا کسی مدعی شرافت کے لئے کسی بھی اعتبار سے زیبا ہوتا۔ بہر حال تمام لوگ آپ کے جان کے دشمن بن گئے اور چند لوگوں کے سوا کسی نے بھی آپ کی آواز پر لبیک نہ کہا۔

سفر طائف:

اہل مکہ کے شدید مخالفت کے پیش نظر آپ نے طائف کا قصد فرمایا وہاں بڑے بڑے امراء اور ارباب اثر و رسوخ رہتے تھے۔ خیال تھا کہ اگر وہ راہ راست پر آ جائیں تو دعوت حق کے لئے بہتر صورتیں پیدا ہو جائیں گی یہاں پر عمیر کا خاندان رئیس القبائل تھا جس کے امراء تین بھائی، عبدیالیل، مسعود اور حبیب تھے آپ ان کے پاس گئے اور اسلام کی دعوت دی لیکن بدبختوں نے نہایت تلخ اور ناخوشگوار جواب دیئے ان بدبختوں نے اسی پر اکتفانہ کیا بلکہ طائف کے بازاریوں کو ابھار دیا کہ آپ کی ہنسی اڑائیں شہر کے اوباش آپ پر ہر طرف سے ٹوٹ پڑے آپ جس طرف تشریف لے جاتے یہ لوگ دورویہ صفیں بنا کر آپ پر پتھر پھینکتے۔

حتیٰ کہ آپ لہو میں تر بتر ہو جاتے۔ یہاں تک کہ آپ کی جوتیاں خون سے بھر گئی۔ آپ سراپا رحمت تھے آپ نے ان کو کوئی بددعا دینے کے بجائے ہدایت کی دعا فرمائی۔ اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون

ترجمہ: یعنی اے اللہ میری قوم کو راہ راست پر لا کیونکہ وہ جانتے نہیں۔

واہ کیا حلم ہے اپنا تو جگر ٹکڑے ہو لیک ایذائے ستم گر کسے روادار نہیں

قریش کی مخالفت اور ایذا رسانیاں:

قریش آپ کی ہر موقع پر زبردست مخالفت کرتے رہے اور چاہا کہ آپ کو اس قدر ستائیں کہ آپ مجبور ہو کر تبلیغ اسلام سے دستبردار ہو جائے یہ لوگ اس مقصد کی خاطر آپ کی راہ میں کانٹے بچھاتے، نماز پڑھتے وقت ہنسی اڑاتے، سجدے میں آپ کی گردن مبارک پر اوجھڑی لا کر ڈالتے، گلے میں چادر لپیٹ کر اس زور سے کھینچتے کہ گردن مبارک میں بدھیاں پڑ جاتیں۔ جب مکہ میں آپ کی دعوت کا ظہور ہوا تو قدرتی طور پر دو گروہ پیدا ہو گئے ایک ان لوگوں کا جنہوں نے آپ کی دعوت قبول کی۔ اور ایک آپ کے مخالفین کا آپ پر ایمان لانے والے اصحاب کو بھی قریش نے اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا ان کو دوپہر کے وقت تپتی دھوپ میں لٹا دیا جاتا اور سینہ پر ایک بھاری پتھر رکھ دیا جاتا کہ جنبش نہ کر سکیں انگاروں پر لٹایا جاتا، درختوں پر لٹکایا جاتا، پیروں میں رسیاں باندھ کر گھسیٹا جاتا اور اس طرح کے ہزار ہا مظالم کئے جاتے جن کی فہرست بہت طویل ہے۔ اسوقت جب کہ دعوت حق کے مقابلے میں ہر طرف سے تلوار کی جھنکاریں سنائی دے رہی تھیں۔

ہجرت مدینہ:

حافظ عالم جل مجدہ نے مسلمانوں کو دارالامان مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا لیکن خود آپ حکم خداوندی کے منتظر رہے اور ان ستمگروں کے مظالم کا حقیقی حدف بنتے رہے۔ جب نبوت کا تیرہواں برس شروع ہوا اکثر صحابہ ہجرت کرکے مدینہ پہنچ چکے تھے تو وحی الہی کے ذریعے آپؐ نے بھی مدینہ کا عزم کیا

منصوبہ قتل:

قریش نے دیکھا کہ اب مسلمان مدینہ میں جا کر طاقت پکڑتے جا رہے ہیں اور وہاں پر اسلام پھیلتا جا رہا ہے اس بنا پر انہوں نے دارالندوہ میں جو کہ دارالشوریٰ تھا اجلاس عام کیا کہ اس صورتحال کے تدارک کے لئے کیا کیا جائے کفار مکہ نے مختلف قسم کی رائیں پیش کیں کسی نے کہا کہ آپؐ کے ہاتھ پاؤں میں زنجیریں ڈال کر مکان میں بند کردیا جائے' کسی نے کہا کہ جلاوطن کیا جائے۔ ابوجہل نے کہا کہ ہر قبیلے سے ایک شخص کا انتخاب کیا جائے۔ اور یہ سب مل کر ایک مجمع بنا کر آپؐ پر تلواروں سے حملہ کرکے ختم کردے اس صورت میں آپ کا خون تمام قبائل میں بٹ جائے گا۔ اور آل ہاشم اکیلے تمام قبائل کا مقابلہ نہ کرسکیں گے اسی اخیر رائے پر اتفاق ہوا۔ اور سب نے آکر نبیؐ کے گھر کا محاصرہ کیا اور باہر انتظار کرتے رہے کہ آپ گھر سے باہر نکلے اور یہ لوگ آپ کو تلواروں کے زدوکوب سے قتل کردے۔ قرآن نے اس واقعہ کا ذکر اس طرح محفوظ کردیا:

واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک و یمکرون و یمکر اللہ و اللہ خیر المکرین۔ (۸)

ترجمہ: اور جب فریب کرتے تھے کافر کہ تجھ کو قید کردیں یا مار ڈالیں یا نکال دیں اور وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے ان کے توڑ میں بہترین اور لطیف تدبیر چلائی۔ آفتاب رسالت ﷺ کو وحی کے ذریعہ بتلا دیا گیا۔ آپؐ باہر نکلے' چاروں طرف کفار تلواریں سونتے کھڑے تھے آپ نے مٹی کی ایک مٹھی بھر لی اور شاھت الوجوہ تین دفعہ پڑھ کر ان کی طرف پھینک دی کہ یہ چہرے منحوس و ناکام رہیں۔ خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں

وجعلنا من بین ایدیھم سداً و من خلفھم سداً فاغشینھم وھم لایبصرون۔ (۹)

ترجمہ: اور بنائی ہم نے ان کے آگے دیوار اور پیچھے دیوار پھر اوپر سے ڈھانک دیا سو ان کو کچھ نہیں سوجتا۔

الغرض یہ سب کافر اندھے ہوگئے کہ کسی کی نظر بھی آپؐ پر نہ پڑی آفتاب رسالت ﷺ باہر تشریف لے آئے کعبہ کو دیکھا اور فرمایا'' مکہ تو مجھ کو تمام دنیا سے زیادہ عزیز ہے لیکن تیرے فرزند مجھ کو رہنے نہیں دیتے پھر ابوبکر صدیق کو ساتھ لے کر مدینۃ النبی کا رخ کیا جس کا نام یثرب تھا۔ کچھ فاصلہ طے کرکے دونوں صاحب جبل ثور میں پوشیدہ ہوئے اور یہاں پر تین دن تک قیام کیا ادھر کفار مکہ اپنے منصوبہ کے مطابق گھر سے باہر آپؐ کے نکلنے کے منتظر تھے جب وقت زیادہ گزرا تو یہ لوگ گھر کے اندر گھس گئے دیکھا کہ بستر پر آپؐ موجود نہیں اور حضرت علیؓ ہیں۔ سب کفار مکہ آپؐ کی

تلاش میں نکل کھڑے ہوئے بعض لوگ آپ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے جبل ثور تک پہنچ گئے آہٹ پا کر ابوبکر صدیقؓ انتہائی غمزدہ ہوئے اور آپؐ سے کہا کہ اب دشمن بہت قریب آ گیا ہے اگر انہیں اپنے قدموں پر نظر پڑ جائے تو ہم دیکھے جائیں گے آپؐ نے ابوبکر صدیقؓ کو تسلی دی اور فرمایا :

لاتحزن ان الله معنا ترجمہ: گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے (۱۰)

اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایسے اسباب پیدا کئے کہ دشمن جو کہ غار کے دھانے تک آ پہنچا تھا' کو یقین ہو گیا آپؐ یہاں پر نہ ہوں گے لہذا وہ واپس چلے گئے۔ قرآن کریم نے بھی واقعہ ہجرت کی طرف اشارہ کیا ہے:

الا تنصروه فقد نصره الله اذا خرجه الذين كفروا ثانی اثنين اذهما فی الغار اذ يقول لصاحبه لاتحزن ان الله معنا فانزل الله سكينته عليه وايده بجنود لم تروها وجعل كلمة الذين كفروا السفلى وكلمة الله هی العليا والله عزيز حكيم (۱۱)

ترجمہ: اگر تم نہ مدد کرو گے رسول کی تو اس کی مدد کی اللہ نے جس وقت اس کو نکالا تھا کافروں نے کہ وہ دوسرا تھا دو میں کہ جب وہ دونوں تھے۔ غار میں جب وہ کہہ رہا تھا اپنے رفیق سے تو غم نہ کر بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اتاری اس پر تسکین اور اس کی مدد کیلئے وہ فوجیں بھجیں کہ تم نے نہیں دیکھیں اور نیچے ڈالی بات کافروں کی اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

آفتاب رسالت ﷺ غار ثور سے نکل کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے مدینہ میں اسلام کی صداقت کا پیغام پہنچ چکا تھا اکثر لوگ ایمان لا چکے تھے۔

مکہ کے چاند کا طلوع

جب آپؐ مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو راستے میں جانثاران اسلام آپؐ کے استقبال کے لئے دو رویہ صفیں بنا کر کھڑے تھے جوش کا یہ عالم تھا کہ پردہ نشین خواتین چھتوں پر نکل آئیں اور یہ اشعار پڑھنے لگیں۔

طلع البدر علينا من ثنيات الوداع
وجب الشكر علينا ما دعى لله داع
ايها المبعوث فينا ، جئت بالامر المطاع (۱۲)

ترجمہ: چاند نکل آیا کوہ وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر خدا کا شکر واجب ہے جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگے اے کہ اللہ نے تمہیں ہمارے لئے بھیجا تو ایسے احکام لایا جن کی اطاعت فرض ہے۔

جب آپؐ مدینہ پہنچے تو آپؐ سے پہلے بھی صحابہ کی بہت سی جماعتیں یہاں پر بے سروسامانی کی حالت میں

ہجرت کی تھی۔ یہاں کے مقامی مسلمان باشندوں نے (انصار) اپنے مہاجر بھائیوں کی ہر ممکن مدد کی۔ ان لوگوں میں اسلام کی دعوت نے محبت و الفت اور سازگاری کی وہ روح پھونک دی کہ وہ لوگ جو کہ اسلام سے قبل کینہ و انتقام کے نسمے تھے اب ان کا ہر فرد دوسرے کی خاطر سب کچھ قربان کر دینے کیلئے مستعد ہو گیا۔

و اذکروا نعمة الله علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا و کنتم علی شفا حفرة من النار فانقذکم منها [۱۳]

ترجمہ: اور خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے۔ تو خدا نے تم کو اس سے بچا لیا۔

اس طرح سے ہر مسلمان قرآن کی آیت کریمہ ویوثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة [۱۴] (اور مقدم رکھتے ہیں ان کو اپنی جان سے اگر چہ وہ خود بھوکے ہوں) کا روئے زمین پر چلتا پھرتا نمونہ بن گیا۔ انصار اور مہاجروں کے مابین بھائی چارے (مواخات) کا رشتہ قائم ہوا۔ یہاں پر آ کر آپؐ نے دوبارہ حق کی دعوت دینا شروع کی۔ یہاں پر دوسری قوموں سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی تھے۔ ان سب کو آپؐ نے اسلام کی دعوت دی۔

نئے مخالفین:

یہاں پر بھی ہزاروں لوگ آپؐ کے دشمن بنے۔ آپؐ اور صحابہؓ کو اذیتیں دی گئیں۔ مدینہ منورہ میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا کہ مسلمان اپنے اور اپنے دین کی حفاظت کے لئے کافروں کا مقابلہ کرے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد کا ان کو یقین دلایا۔ اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا و ان الله علی نصرهم لقدیر۔ [۱۵]

ترجمہ: حکم ہوا ان لوگوں کو (ظالموں کے مقابلہ میں تلوار اٹھائیں) جن سے کافر لڑتے ہیں اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔

غلبہء حق کے لئے معرکہ آرائیاں:

چنانچہ یہاں آفتاب رسالت ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے دفاع اور حق کے پرچار کی خاطر غیر مسلموں کیساتھ جنگیں کیں جو کہ تاریخ میں بدر و احد و حنین و احزاب و تبوک وغیرہ کے ناموں سے یاد کئے جاتے ہیں۔ قلت تعداد و اسباب کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اور آپؐ کے اصحابؓ کو نصرت و فتح سے نوازا۔ کم من فئة قلیلة غلبة فئة کثیرة باذن الله۔ [۱۶]

ترجمہ: بارہا تھوڑی جماعت غالب ہوئی ہے بڑی جماعت پر اللہ کے حکم سے۔

ہزاروں جانثاروں نے حق وصداقت کے پرچم بلند کرنے کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا' اور آج یہ دنیا والے لا الہ الا اللہ کا بول اپنی زبانوں پر لاتے ہیں یہ سب آپؐ اور آپؐ کے اصحاب کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ آپؐ کو لوگوں کو ہدایت کی طرف لانے سے عشق تھا۔ قرآن کہتا ہے کہ فلعلک باخع نفسک علی اثارھم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا (۱۷)

ترجمہ: پھر شاید تو ان کے پیچھے افسوس سے اپنی جان کو ہلاک کردے گا۔ اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائے۔

آپؐ نے زندگی کے آخری سانس تک بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہِ حق دکھانے کا کام کیا۔

اسوہ حسنہ: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (۱۸)

آپؐ کی زندگی تمام انسانوں کے لئے اسوہ حسنہ ہے آپ کی سیرت جامع تھی آپ کے سیرت پر نظر ڈالی جائے تو وہ ہر حیثیت سے مکمل نظر آتی ہے آپؐ کی سیرت کا ہر پہلو روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہے۔ آپؐ کے سیرت پر لکھنے والا ہر محرر حیران ہوتا ہے کہ آپؐ کی سیرت کے کس پہلو پر لکھا جائے یہ وہ موضوع ہے جہاں جنید وشبلی اور عطار وجامی کی سانسیں رک جاتی ہیں اور جہاں امام رازی اور امام غزالی جیسے بزرگان امت بھی محو حیرت ہوجاتے ہیں۔ آپؐ ایسے جامع سیرت انسان تھے کہ آپؐ کی سیرت پر لکھنے کا حق ادا کرنا کسی بھی انسان کے بس کی بات نہیں۔

دفتر تمام گشت و بپایا رسید عمر

ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

سیرت نبویؐ کے جس حصہ پر بھی نظر ڈالی جائے وہ ہر اعتبار سے مکمل ہے اور ان تمام صفات وکمالات کا لب لباب یہ ہے کہ صفات قدسیہ سے متصف نبی برحق ایک کامل اور مکمل انسان تھے۔ ہمارے عقیدے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے کسی چھوٹے سے چھوٹے خطے کو بھی اپنے کسی نہ کسی پیغمبر کی بعثت سے محروم نہ رکھا۔ انبیاء ومرسلین کی صحیح تعداد تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی معلوم نہیں لیکن مشہور یہی ہے کہ ظہور محمدی سے قبل سوا لاکھ سے زیادہ پیغمبران دنیا کے گوشے گوشے میں مبعوث ہوئے۔

محمد رسول اللہ ﷺ سلطان الانبیاء

ہم رسول اللہ ﷺ کو محض جوش عقیدت میں سلطان الانبیاء نہیں کہتے بلکہ یہ حقیقت ہے نا قابل تردید واقعہ ہے کہ دنیا میں کسی نبی کسی مرسل کو اس کامیابی کا عشر عشیر بھی نصیب نہ ہوا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمائی کسی بھی نبی کے سچے جانبازوں اور رفیقوں کی تعداد مخصوص تعداد سے زیادہ نہ ہوسکی۔ انتہا یہ ہے کہ بعض نبیوں کے اہل خانہ بھی ان پر ایمان نہ لائے یہ فخر صرف احمد مجتبیٰ کو حاصل ہے کہ انکے حیات میں بے شمار خوش نصیب ہستیوں

نے آقائے دو جہان کے قدموں پر اپنی جانیں نچھاور کیں آپؐ کے آخری خطبہ حجۃ الوداع کے وقت بھی لاکھوں پروانے جانثاری کیلئے تیار تھے اور آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی دنیا کے گوشے گوشے میں ایک ارب سے زیادہ انسان محبوب خدا کی غلامی پر ناز کرتے ہیں۔ رنگ و نسل زبان و معاشرت کا جدا جدا ہونے کے باوجود ذات رسول اللہ کی محبت پر متحد ہیں اور ہر مسلمان چاہے کسی مسلک سے تعلق رکھتا ہو ناموس رسالت پر کٹ مرجانے کو اپنا ذریعہ نجات سمجھتا ہے۔

تحریف سے محفوظ کتاب:

دنیا میں کسی بھی پیغمبر کی کتاب تحریف سے محفوظ نہ رہی تورات' زبور' انجیل' اور سب صحائف میں تحریف ہوا یہ فخر صرف مسلمانوں کو حاصل ہے کہ چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی آفتاب رسالت حضرت محمد ﷺ پر نازل ہونے والی مقدس کتاب قرآن مجید اور شریعت مقدسہ بعینہ اس صورت میں جس صورت میں نازل ہوئے موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون۔ [19]

ترجمہ: ہم نے آپؐ پر اتاری ہے یہ نصیحت اور ہم اس کے نگہبان ہے

چونکہ قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے یہی وجہ ہے کہ اسکے ایک لفظ ایک حرف اور ایک نقطے میں بھی کوئی تبدیلی نہ ہو سکی۔ مذاہب عالم کی تاریخ میں ہمارے نبیؐ کی دعوت کسی اساطیری و افسانوی ہستی کی ناکام دعوت نہیں ہے بلکہ ایک ایسے کامل ترین انسان کی دعوت ہے جس کے زندگی کا چھوٹے سے چھوٹا اور معمولی سے معمولی واقعہ بھی تاریخ کے سینے میں محفوظ ہے۔ یہ فخر صرف مسلمانوں کو حاصل ہے کہ ان کے ہادی برحقؐ کا پیغام حق مافوق الفطرت پیغام نہیں جس پر عمل کرنا دشوار ہو۔ بلکہ یہ ایک تاریخ ساز شخصیت اور ایک ایسے گوشت پوست کے بنے انسان کا پیغام ہے جو کہ انسانیت کا بہترین نمونہ ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے کہ

لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة

ترجمہ: تم لوگوں کیلئے رسول اللہ ﷺ کا نمونہ بہترین موجود ہے۔

ہمارے نبیؐ کی تعلیم اور سیرت ہر زمانے کے لئے قابل عمل اور قابل مثال ثابت ہوئی۔ آپؐ نے اپنی تعلیم و تبلیغ کے ذریعے سے مختلف عناصر کو اس طرح یکجا کیا کہ ایک بنیان مرصوص بن گئی۔ آپؐ نے مسلمانوں کے مابین اتحاد و تنظیم کا رشتہ منسلک فرمایا۔ مادیت کے اس موجودہ دور میں بھی دنیا کو اسلام کا چیلنج ہے کہ تم ہمارے نبیؐ کو منصب نبوت سے قطع نظر ایک امین کی حیثیت سے ایک عابد اور زاہد کی حیثیت سے' ایک آقا کی حیثیت سے' ایک دوست کی حیثیت سے' ایک کریم اور مخیّر کے حیثیت سے' ایک سماجی مصلح کی حیثیت سے' ایک پیکر مساوات کی حیثیت سے' ایک خطیب و مقرر کی حیثیت سے' ایک حکمران کی حیثیت سے' ایک قانون ساز کی حیثیت سے' ایک اقتصادی مفکر کی حیثیت سے'

اور سب سے بڑھ کر بنی نوع انسان کے محسن اعظم کی حیثیت سے غرض جس طرح اور جس زاویہ سے چاہوں انسانی ذھن میں بلند ترین معیار پر پرکھو کر سخت سے سخت امتحان اور کڑی سے کڑی چھان بین کے بعد تمہیں اس بات کا یقین ہوگا کہ مسلمانوں کا نبی درحقیقت ساری دنیا کا اپنی طرز کا ایک ہی اور مکمل ترین انسان ہے جس کا جواب صبح اول سے نہ پیدا ہوسکا اور نہ شام ابد تک پیدا ہوسکے گا۔

ندانم کدامین سخن گوئمت
کہ والاتری زانچہ من گوئمت
ترا عز لولاک و تمکین بس است
ثنائے تو طٰہٰ و یٰسٓ بس است
چہ وصف کنند سعدی ناتمام
علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

(حواشی)

(۱) تاریخ پیدائش کے بارے میں مختلف اقوال ہیں سیرت النبی اور الرحیق المختوم میں 9 کو اور سیرت المصطفیٰ میں 8 ربیع الاول کو راجح قرار دیا گیا ہے جبکہ عام مشہور قول 12 کا ہے۔ واللہ اعلم

(۲) اسوہ رسول اکرم ﷺ (حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحیٔ)

(۳) اسوہ رسول اکرم ﷺ (حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحیٔ) بحوالہ مدارج النبوۃ

(۴) سورۃ یونس۔۱۶ (۵) سورۃ یونس ۔۱۷ (۶) سورۃ صٓ ۵

(۷) سورۃ الاعراف۔۹ (۸) سورۃ الانفال۔۳۰ (۹) سورۃ یٰسین۔۹

(۱۰) سیرت النبی ﷺ جلد اول (۱۱) سورۃ التوبہ۔۴۰

(۱۲) بعض کتابوں میں طلع کے بجائے اشرق آیا ہے (۱۳) سورۃ آل عمران۔۱۰۳

(۱۴) سورۃ الحشر۔۹ (۱۵) سورۃ الحج۔۳۹ (۱۶) سورۃ البقرہ۔۲۴۹

(۱۷) سورۃ الکہف۔ ۶ (۱۸) سورۃ الاحزاب۔۲۰ (۱۹) سورۃ الحجر۔۹